بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۱۲ شہادت ۱۳۴۵ھش ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ ۱۲ اپریل ۱۹۶۶ء	نمبر ۸۳

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۱۱ اپریل۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

○ کل مورخہ ۱۰ اپریل کو ۸ بجے صبح مسجد مبارک میں محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا جس میں کثرت کے ساتھ احباب شریک ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد قاری حافظ محمد عاشق صاحب نے کی۔ مکرم عطاء المجیب راشد ایم اے نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل عالم اسلام کی حالت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر فرمائی۔ بعد ازاں الحاج شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے حضور علیہ السلام کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ مکرم نسیم سیفی صاحب، مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب محتسب، مبارک احمد صاحب عابد اور صالح محمد خان صاحب نے نظموں سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ پونے گیارہ بجے دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

○ مکرم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع راولپنڈی سخت بیمار ہیں۔ جسم پر آبلے اور خارش کی شدید تکلیف ہے۔ سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج ہیں۔ احباب کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(مبارک احمد جنرل سکرٹری راولپنڈی)

○ کویت سے مکرم محمد یوسف صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ مکرم عبد السمیع صاحب بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

○ مکرم مرزا نسیم افضل صاحب ابن حضرت مرزا احمد اسمٰعیل صاحب مرحوم آف بھاٹی گیٹ لاہور عرصہ دو ماہ سے کمر کی ہڈی میں چوٹ لگنے کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ حضرت المصلح الموعودؓ کا ارشاد ہے کہ:

"امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کرانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمتِ دین بھی۔"

(افسر امانت تحریک جدید)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عبادت میں مزا اسی وقت آتا ہے جب گندے مواد اندر سے نکل جاتے ہیں اور انس و شوق پیدا ہوتا ہے

اصلاحِ انسانی اسی درجہ سے شروع ہوتی ہے

"چوتھا درجہ صالحین کا ہے۔ یہ بھی جب کمال کے درجہ پر ہو تو ایک نشان اور معجزہ ہوتا ہے۔ کامل صلاح یہ ہے کہ کسی قسم کا کوئی بھی فساد باقی نہ رہے۔ بدن صالح میں کسی قسم کا کوئی خراب اور زہریلا مادہ نہیں ہوتا بلکہ جب صاف اور مؤید صحت مواد اس میں ہو تو اس وقت صالح کہلاتا ہے۔ جب تک صالح مادہ نہیں، تب تک اس کے لوازم بھی صالح نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ مٹھاس بھی اسے کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جب تک انسان صالح نہیں بنتا اور ہر قسم کی بدیوں سے نہیں بچتا اور خراب مادے نہیں نکلتے اس وقت تک عبادات کڑوی معلوم ہوتی ہیں۔ نماز پڑھتا ہے لیکن اسے کوئی لذت اور سرور نہیں آتا۔ وہ ٹکریں مار کر منحوس منہ سے سلام پھیر کر رخصت ہوتا ہے۔ لیکن عبادت میں مزا اسی وقت آتا ہے جب گندے مواد اندر سے نکل جاتے ہیں۔ پھر اُنس اور ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔ اصلاحِ انسانی اسی درجہ سے شروع ہوتی ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ ۳۸۶)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۶ء

مشرقی افریقہ میں احمدیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

سر سید مرحوم نے جو نیچریت مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگرچہ کھلم کھلا تو اب اس کے اثر کا اعتراف نہیں کیا جاتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سوائے احمدی جماعت کے آج جو جماعت بھی اسلامی کام کرنا چاہتی ہے۔ وہ عقلیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی چنانچہ آج جو اسلامی جماعتیں دین کے کام کی مدعی ہیں۔ وہ سب گو اسلام کے بنیادی اصول تعلق باللہ کی عملاً منکر ہیں اور محض زمانہ کی رو سے متاثر ہو کر صرف عقلیت تک رہ جاتی ہیں۔ اور اسلام کی بنیاد دل کی گہرائی کو نہیں پا سکتیں اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تجدید و احیاء کا وہ جو کام کرنا چاہتی ہیں۔ ان میں تعلق باللہ کو ذرا بھی تعلق واسطہ نہیں ہوتا۔ اور نہ یہ لوگ قرآن کریم کی اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی کوئی پروا کرتے ہیں۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تو بجائے معنی کے الفاظ سے چمٹے رہنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی ہم نے ہی قرآن کریم کو نازل کیا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر ایسی صحیح احادیث موجود ہیں۔ جن میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت از سر نو قائم ہوگی اور الامام المہدی کے ظہور کے متعلق بھی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ لیکن یہ دوست ان سب باتوں سے صرف نظر کر کے مغربی "ازموں" سے متاثر ہو کر اسلام کا خود ایک نیا نظریہ وضع کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ اسلام کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھتا۔ یہ دوست اتنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ جب سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تمام تعلیمات کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے خود اس کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے اور بقول مودودی صاحب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے زبردست پیشگوئیاں الامام المہدی کے ظہور کے متعلق کی ہوئی ہیں۔ تو ایسی صورت میں ان کی اپنی عقلیت اور نظریہ سازی کیا معنی رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چوہدری غلام محمد صاحب احمدیوں کی مشرقی افریقہ میں تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ احمدی مبلغین۔

"حیات و وفات مسیح اور مہدی کی آمد اور ختم نبوت کے مفہوم میں تو الجھا سکتے ہیں لیکن اس سے وہ لامذہب لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا قائل نہیں کر سکتے۔" (ایشیا ۲۴؍۴؍۶۶)

یہ ٹھیک ہے کہ اسلام نے جو لائحہ حیات دیا ہے وہ انسانی عقل کے لحاظ سے بھی صحیح ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اسلام صرف لائحہ حیات ہی نہیں دیتا بلکہ وہ یہ لائحہ حیات کسی غرض کے لئے دیتا ہے۔ اور وہ غرض اسلام کے نزدیک ایک نفس مطمئنہ پیدا کرنا ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وادخلی جنتی

اللہ تعالےٰ کی جنت یہی ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے وجود پر محض استدلالی یقین نہ ہو بلکہ حق الیقین پیدا ہو جائے۔ اب جو لوگ محض عقلی دلائل سے لامذہب لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا قائل کرنا چاہتے ہیں وہ اسلام کی حقیقت سے بالکل نابلد ہیں۔ ان کو یہ علم ہی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کا حقیقی علم اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب یہ ثابت کر دیا جائے کہ اللہ تعالےٰ واقعی موجود ہے۔ اور صرف ایسی صورت ہی میں اسلام کی حقانیت ثابت ہو سکتی ہے۔ لامذہب لوگ خواہ وہ افریقہ کے وحشی ہوں یا یورپ اور امریکہ کے مہذب ملحدین بغیر ذاتی تجربہ اور شاہدہ کے ہستی باری تعالےٰ پر یقین لا ہی نہیں سکتے۔ گزشتہ ادوار میں مسلمان درویشوں نے فلسفیانہ دلائل سے لوگوں کو قائل نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان زندہ معجزات سے قائل کیا تھا۔ جو اللہ تعالےٰ مجددین کو اسی لئے عطا کرتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الامام المہدی اور مسیح موعود کا جو دعوے فرمایا ہے وہ یونہی نہیں ہے بلکہ آپ نے اپنے اس دعوے کی تصدیق کے لئے اللہ تعالےٰ کے واضح نشان بھی پیش کئے ہیں۔ ان نشانات کے بغیر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے محض خشک منطق کوئی کام نہیں دے سکتی۔ مگر ہمارے چوہدری صاحب یہ حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ (احمدی)

"دین کا جو تصور پیش کرتے ہیں اس سے بنی نوع انسان کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔"

اگر ایک انسان میں تقوےٰ باللہ پیدا ہو اور اللہ تعالےٰ کے متعلق حق الیقین پیدا کرنے سے بنی نوع انسان کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ تو پھر نعوذ باللہ اسلام ہی بنی نوع انسان کا کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکتا۔ اور نہ قرآن کریم بنی نوع انسان کے لئے کوئی ہدایت ہی دے سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تو شروع ہی یہ فرماتا ہے۔

ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ الذین یؤمنون بالغیب۔

یعنی قرآن کریم تو بلاشبہ ایسی کتاب ہے جو متقیوں کی بھی راہ نمائی کرتی ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ چوہدری صاحب فرماتے ہیں کہ احمدی مبلغین

سارا زور نئی نبوت پر صرف کرتے ہیں

یہ فقرہ بھی غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔ احمدی مبلغین کسی پرانی یا نئی نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ نہ وہ کسی ایسی نبوت پر کبھی زور دیتے ہیں۔ البتہ وہ قرآن کریم کی محولہ بالا آیہ اور حدیث مجددین اور حدیث خلافت علیٰ منہاج نبوت کے رو سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الامام المہدی اور مسیح موعود ضرور مانتے ہیں۔ آپ کا دعوے نبوت اس حد تک ہے کہ آپ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے آپ کی آوردہ تعلیمات کی تجدید و احیا کے لئے اللہ تعالےٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور آپ کو اپنا دعوے ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نشانات دیئے گئے ہیں۔

اگر چوہدری صاحب غور فرمائیں تو ان کو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر وہ عظیم قربانیاں کر رہی ہے جنہوں نے اس کو نہ صرف مشرقی افریقہ میں بلکہ دنیا کے تمام کناروں پر اسلامی مراکز کھولنے کی توفیق عطا کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدی اس لئے یہ قربانیاں کر رہے ہیں کہ انہیں اللہ تعالےٰ کے وجود پر علی البصیرت ایمان پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ وہ نشانات ہیں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

الغرض جو چیزیں چوہدری صاحب کو احمدیوں کی ناکامی نظر آتی ہے وہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! پرانی کتابیں پڑھ کر دیکھو۔ پھر خود اپنے اسلاف کی تاریخ دیکھو۔ کیا ان لوگوں کی زندگیاں مادی تھیں۔ کیا ان کے کام صرف مادی تدابیر سے چلتے تھے۔ وہ لوگ خدا تعالےٰ کی محبت کے حاصل کرنے کے لئے رات دن تڑپتے تھے۔ اور ان میں کامیاب لوگ خدا تعالےٰ کے معجزات اور نشانات سے حصہ پاتے تھے۔ اور یہی وہ زندگی تھی جو ان کو دوسری قوموں کے لوگوں سے ممتاز کرتی تھی۔ لیکن آج وہ کون امتیاز ہے جو مسلمانوں کو ہندوؤں اور عیسائیوں اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں حاصل ہے؟ اگر کوئی ایک امتیاز نہیں تو پھر اسلام کی ضرورت کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک امتیاز ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اسے بھلا دیا۔ اور وہ امتیاز ہے کہ اسلام میں ہمیشہ ہی خدا تعالےٰ کے ساتھ براہ راست تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔"

(پیغام احمدیت صفحہ ۴۲)

• حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

"فوری ضرورتوں پر کام آنے والے روپے کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے وہ بطور امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہونا چاہیئے۔"

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ)

عیسائیت کے ایک اور گڑھ میں خانۂ خدا کی معجزانہ تعمیر

امریکہ کے عیسائی اخبار "کیتھولک ٹیلیگراف" میں مسجد کا تفصیلی ذکر

[redacted]

(مسعود احمد خان دہلوی)

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باون سالہ انتہائی مقدس ومبارک موعودہ عہدِ خلافت کے آخری سال یعنی ۱۹۶۵ء کا غلبۂ اسلام کے ضمن میں سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس سال عیسائیت کے ایک اور گڑھ میں ایک خانۂ خدا کی معجزانہ طور پر تعمیر عمل میں آئی۔

عیسائیت کا وہ گڑھ امریکہ کی ریاست اوہایو کا مشہور شہر ڈیٹن ہے۔ اِس شہر کی آبادی دو لاکھ چوہتّر ہزار نو سو ستّر نفوس پر مشتمل ہے۔ اس پونے تین لاکھ کی آبادی کے لئے شہر میں کم وبیش پانچ سو گرجے ہیں اور پادریوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ گویا شہر میں ہر چھ سو آدمیوں کے لئے ایک گرجا ہے اور وہاں کے ہر تین سو آدمیوں میں سے ایک شخص پادری ہے۔ اس شہر میں اگرچہ گزشتہ ۳۲ سال سے جماعتِ احمدیہ قائم تھی اور وہاں اسلام کا پیغام پہنچایا جارہا تھا لیکن ۱۹۶۵ء کے اوائل تک وہاں کوئی مسجد تعمیر نہ ہوسکی تھی اور ہمارے نو مسلم احباب ایک مکان میں ہی نمازیں ادا کرتے چلے آرہے تھے اگرچہ انہوں نے اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کے باوجود ۱۹۵۳ء میں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے جد وجہد شروع کی تھی لیکن حسبِ ضرورت رقم فراہم نہ ہونے کی وجہ سے یہ کوشش بار آور نہ ہوسکی۔ اُس وقت کی جدّ وجہد اس حد تک ہی محدود تھی کہ ایک نہایت مخلص بھائی مکرم جناب ولی کریم صاحب نے جو وہاں کے باشندہ تھے اپنا ملکیتی ایک قطعہ زمین خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے ہبہ کردیا۔ دیگر احبابِ جماعت نے بھی حسبِ توفیق قربانی سے کام لیتے ہوئے کچھ رقم پیش کی۔ ہر چند کہ وہ رقم مسجد کی تعمیر کے لئے ناکافی تھی۔ تاہم انہوں نے اس خیال سے کہ کام کا آغاز ہوجائے تو بہتر ہے مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ فراہم کردہ رقم سے وہ صرف ایک تہہ خانہ ہی جو دو غسل خانوں ایک باورچی خانہ اور ایک سٹور پر مشتمل تھا بنا سکے۔ اصل مسجد کی تعمیر شروع نہ ہوسکی گزشتہ دس سال سے یہ تہہ خانہ اسی حال میں چلا آرہا تھا اور مسجد کی تعمیر کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

اس کے پورے دس سال بعد مکرم عبد الحمید صاحب جماعتِ احمدیہ کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے ڈیٹن پہنچے۔ آپ کے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح مسجد تعمیر کی جائے۔ اس کے لئے آپ نے دعا شروع کی اور ساتھ ہی اس امر کے باوجود کہ مقامی جماعت کے آمدن پیدا کرنیوالے افراد کا ماہوار چندہ یک صد ڈالر سے بھی کم بنتا تھا خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید ونصرت پر بھروسہ رکھتے ہوئے جماعت میں مسجد کی تعمیر کے لئے خصوصی چندہ کی تحریک کر ڈالی۔ مقصد نیک تھا اور عزم راسخ، اثر وجذب میں ڈوبی ہوئی تحریک دلوں میں اُترتی چلی گئی۔ جناب ولی کریم صاحب جنہوں نے دس سال قبل مسجد کے لئے اپنا ایک قطعہ زمین پیش کیا تھا بڑے جذبے سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا:-

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاکر
کہتا ہوں کہ اگر جماعت کے کسی
فرد نے بھی میرا ساتھ نہ دیا تو
میں مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ
خود برداشت کروں گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے بڑی پُرجوش آواز میں نعرۂ تکبیر بلند کیا اور زار وقطار رونے لگے۔ ایک ہزار ڈالر ان کے پاس موجود تھے وہ تو انہوں نے بلا توقف پیش کردئے اس کے علاوہ ایک قطعہ زمین ان کے پاس اور تھا۔ نیّت یہ کی اسے فروخت کرکے اسکی رقم بھی مسجد کی تعمیر پر لگا دوں گا۔ اس کے علاوہ مزید جو رقم بھی خدا دے گا اسے بھی اسی کے لئے وقف کرتا چلا جاؤں گا تا آنکہ مسجد مکمل ہوجائے۔ اندازہ لگایا گیا تو پتہ چلا کہ مسجد کی تعمیر پر تیس پینتیس ہزار ڈالر خرچ ہوں گے۔ ادھر مقامی احباب نے تین ہزار ڈالر اس مقصد کے لئے جمع کرلئے تھے لیکن ساری رقم مل ملا کر بھی مسجد کی تعمیر کے لئے یکسر ناکافی تھی۔ اُدھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ محترم ولی کریم صاحب جنہوں نے ہمتِ مردانہ سے کام لیتے ہوئے مسجد کا سارا خرچ برداشت کرنے کا ذمّہ اٹھایا تھا ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو وفات پاگئے۔ ان حالات میں مسجد کی تعمیر شروع ہونے کی کوئی صورت نہ تھی مگر مبلغِ اسلام مقیم ڈیٹن مکرم عبد الحمید صاحب نے ہمت نہ ہاری۔ جماعت میں رقم کی فراہمی کے لئے برابر تحریک کرتے رہے نیز دعائیں بھی جاری رکھیں۔ پھر امریکہ کی دیگر جماعت ہائے احمدیہ میں بھی دوسرے مبلّغین کرام کے ذریعہ چندہ کی تحریک کرانے کا انتظام کرکے خدائے قادر وقدوس کی تائید غیبی پر بھروسہ کرتے ہوئے موجود الوقت رقم سے ۲۳ر مارچ ۱۹۶۵ء کو مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ محترم ولی کریم صاحب مرحوم کا جذبۂ بے اختیار اور مکرم عبد الحمید صاحب کی جرأت رندانہ کام آئی۔ خدا تعالیٰ جس کے سہارے انہوں نے اس نیک کام کا آغاز کیا تھا امریکہ کی مختلف جماعتوں اور احباب کی طرف سے برابر رقوم بھجواتا رہا۔ وکالتِ تبشیر نے بھی مرکز کی طرف سے پانچ ہزار ڈالر بھجوانے کا انتظام کیا۔ حتیٰ کہ سراسر مخالف حالات میں معجزانہ طور پر اگست ۱۹۶۵ء کے اواخر تک گنبد اور میناروں سے آراستہ ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوگئی۔ اس طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت ہی مقدس ومبارک موعودہ عہدِ خلافت میں مشرق ومغرب میں تعمیر ہونے والی سینکڑوں مساجد میں سے سرزمینِ مغرب میں تعمیر ہونے والی آخری مسجد تعمیر کرانے کی سعادت مکرم عبد الحمید صاحب کے حصّہ میں آئی۔ ذالك فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

۴ر ستمبر ۱۹۶۵ء کو امریکہ مشن کی سالانہ کنونشن کے موقع پر مبلّغ انچارج امریکہ مشن مکرم چوہدری عبد الرحمٰن خان صاحب بنگالی نے مسجد کے باہر کھڑے ہوکر اجتماعی دعا کرائی جس میں کنونشن پر آنے والے جملہ نمائندگان شریک ہوئے پھر سب دوست دعائیں کرتے ہوئے مسجد کے اندر داخل ہوئے۔ دو نفل نماز باجماعت ادا کی گئی۔ سب نے مل کر نماز کے دوران مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے احباب نیز اس علاقہ میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں مانگیں۔ اس طرح امریکہ میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے تعمیر ہونے والی مسجد کا اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ افتتاح عمل میں آیا۔ امریکہ کے شہروں میں سے واشنگٹن، شکاگو اور پٹس برگ میں جماعتِ احمدیہ کی مسجدیں پہلے ہی موجود ہیں جن میں باقاعدہ نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے لیکن وہ جماعت کے خرید کردہ مکانوں میں قائم ہیں ان مکانوں کو مسجد کی شکل دے دی گئی تھی۔ اس لحاظ سے ڈیٹن کی نو تعمیر شدہ مسجد امریکہ میں جماعت کی چوتھی مسجد ہے۔

تین لاکھ کی عیسائی آبادی، پانچ سو گرجوں اور ایک ہزار پادریوں کے شہر ڈیٹن میں پہلی مسجد کا تعمیر ہونا تھا کہ وہاں کے عیسائی پریس میں ایک تہلکہ مچ گیا مخالف اور موافق ہر قسم کے تبصرے ہونے شروع ہوگئے۔ مقامی اخبارات کے نمائندوں نے بکثرت مسجد آ آکر اسلام اور جماعتِ احمدیہ کے متعلق معلومات حاصل کیں مسجد کے فوٹو اتارے اور پھر انہیں تفصیلی نوٹس کے ساتھ اپنے اپنے اخبارات میں شائع کیا۔ اس طرح ڈیٹن کے بچّے بچّے کو اس بات کا علم ہوگیا کہ شہر میں سینکڑوں گرجے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی عبادت گاہ یعنی ایک مسجد بھی تعمیر ہوگئی ہے جسے شہر کے مسلمانوں نے خود تعمیر کیا ہے۔ الغرض مسجد کی تعمیر کے نتیجہ میں وہاں عوام میں اسلام کے متعلق دلچسپی بہت بڑھ گئی ہے اور وہ اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے مسجد میں آتے رہتے ہیں۔

اخباروں میں مسجد کے متعلق مضامین اور خبریں نیز مسجد کے فوٹو شائع ہونے کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ چنانچہ ڈیٹن کے عیسائی اخبار "کیتھولک ٹیلی گراف" نے ۲۱ر جنوری ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں مسجد کا تین کالمی فوٹو شائع کرکے مسجد کے متعلق اپنے نمائندے کی ایک تفصیلی خبر شائع کی ہے۔ فوٹو میں مسجد کے سامنے اس کے امام مکرم عبد الحمید صاحب کھڑے ہیں۔ اخبار نے فوٹو کے نیچے جو عبارت درج کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:-

"پاکستان سے آئے ہوئے
مسلمان لیڈر مسٹر عبد الحمید
مسجد ڈیٹن کے سامنے کھڑے
ہیں جو ریاست اوہایو میں
تعمیر ہونے والی واحد مسجد
ہے اور امریکہ بھر میں
تعمیر شدہ گنتی کی چند مساجد
میں سے ایک ہے"

"کیتھولک ٹیلی گراف" نے مسجد کے

متعلق جو طویل خبر شائع کی ہے اس کے بعض حصوں کا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ اخبار مذکور رقم طراز ہے :-

"عبدالحمید صاحب ڈیٹن مسجد کے امام ہیں۔ یہ مسجد ایک اسلامی فرقہ یعنی جماعتِ احمدیہ کی عبادت گاہ ہے۔ اس جماعت کی ایک غیر معمولی شاخ ڈیٹن میں بھی قائم ہے۔ یہ مسجد جو روایتی گنبد اور میناروں سے مزین ہے اوراوہایو میں تعمیر ہونیوالی واحد مسجد ہے اسے ڈیٹن کے علاقہ میں رہائش پذیر قریباً دو سو مسلمانوں کی سہولت کے پیشِ نظر تعمیر کیا گیا ہے تاکہ وہ اس میں نماز ادا کرسکیں (فاصلوں کی دُوری کے باعث) اس مجموعی تعداد میں سے دس فیصد لوگ ہی نماز کے لئے باقاعدگی سے پہنچ پاتے ہیں۔ مسجد کے امام صاحب کو اس بات کا یقین ہے کہ یہ مسجد مقامی اسلامی آبادی کو منظم و مضبوط بنانے کے علاوہ ان کی تعداد میں بھی اضافہ کا موجب ہوگی۔

. . . . . .

ڈیٹن کی مسجد میں جو لوگ نماز ادا کرتے ہیں ان میں سے اکثر حبشی النسل ہیں لیکن امام صاحب نے بتایا کہ اسلام نسلی امتیاز کو قطعاً روا نہیں رکھتا۔ امریکی مسلمانوں کے علاوہ ڈیٹن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے عرب ملکوں کے مسلمان طلباء بھی گاہے گاہے مسجد میں آکر نماز ادا کرتے ہیں۔

ڈیٹن کے مسلمان مسجد میں کھڑے ہوکر رکوع کی حالت میں جُھک کر اور سجدہ کی حالت میں زمین سے لگ کر دعا کرتے خدا کی حمد بیان کرتے اور قرآن کی آیات پڑھتے ہیں۔ وہ مشرق کی جانب اپنے مقدس شہر مکہ کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ مکّہ وہ شہر ہے جہاں بانیٔ اسلام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ۵۷۰ عیسوی میں پیدا ہوئے تھے۔ ڈیٹن کی مسجد میں نماز ادا کرنے والے مسلمان بھی عبادت کے لئے گھنٹے وغیرہ بجانا پسند نہیں کرتے اس لئے روایتی طریق کے مطابق مؤذن ہی انہیں دن میں پانچ مرتبہ نماز کے لئے پکارتا ہے۔

عبدالحمید صاحب نے مسجد کے مؤذن رابرٹ بلیک کو بلوا بھیجا۔ وہ بڑی عمر کے ایک حبشی مسلمان ہیں اور مسجد کے قریب ہی رہتے ہیں۔ ان کا اسلامی نام عبدالقدیر ہے۔ انہوں نے مجھے یہ بتانے کے لئے کہ اذان کس طرح دی جاتی ہے عربی میں اذان کے الفاظ دہرائے۔ اس سوال کے جواب میں کہ مؤذن کے لئے ایک ایسی زبان میں جس سے امریکی مانوس نہیں ہیں نماز کے واسطے لوگوں کو اس آسانی سے پکارنا کیونکر ممکن ہؤا۔ امام صاحب نے بتایا کہ مؤذن مذکور ۱۹۶۳ء میں ان کے بحیثیت مبلّغ ڈیٹن میں آنے سے پہلے ہی عربی زبان کے الفاظ صحت کے ساتھ ادا کرنے کی لیاقت اپنے اندر پیدا کرچکے تھے۔

ڈیٹن کی مسجد کے عبادت کے کمرہ میں نہ تو کوئی فرنیچر ہے اور نہ ہی گرجوں کی طرح سجاوٹ کی دوسری چیزیں ہیں۔ البتہ فرش پر ایک دبیز قالین بچھا ہؤا ہے۔ ہر آنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جوتے اُتار کر اس میں داخل ہوں تاکہ قالین صاف ستھرا رہے۔

حضرت مریمؑ کے تقدس اور احترام کے بارہ میں لبشوق گفتگو کرتے ہوئے امام صاحب نے اپنے ڈیسک پر بیٹھے بیٹھے مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید کے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی تعلیم پر مشتمل ہے اوراق اُلٹنے شروع کردئے اور بلند آواز سے وہ حصہ پڑھا جو مریمؑ کے پاس فرشتوں کے آنے اور مسیح کی ولادت کی بشارت دینے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ بائیبل کے بیان کے بالمقابل اس بارہ میں قرآن کیا کہتا ہے انہوں نے پڑھ کر سُنایا:-

"اور اُس وقت کو یاد کرو
جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم!
اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ
کیا ہے اور پاک کیا ہے اور
سب جہان کی عورتوں کے
مقابلہ میں تجھے چُن لیا ہے۔
اے مریم! تو اپنے رب کی
فرمانبرداری اور سجدہ کر
اور صرف مواحدانہ پرستش
کرنے والوں کے ساتھ مل کر
مواحدانہ پرستش کر۔"
(آل عمران)

انہوں نے مزید بتایا کہ قرآن کی رو سے فرشتوں نے مریم سے یہ بھی کہا۔

"اے مریم! اللہ تجھے اپنے
کلام کے ذریعہ سے (ایک
لڑکے کی) بشارت دیتا ہے
اُس بشارت کا نام مسیح عیسیٰ
ابن مریم ہوگا جو اس دنیا
اور آخرت میں صاحبِ منزلت
ہوگا اور خدا کے مقربوں میں
سے ہوگا۔"

امام صاحب یہ آیت پڑھتے ہوئے رُکے اور انہوں نے توجہ دلائی کہ قرآن کے متن میں "کلمۃ" کا لفظ آتا ہے اور یہی لفظ مسیح کے متعلق انجیل میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ مریم نے فرشتوں کو کیا جواب دیا۔ چنانچہ انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

"اس نے کہا اے میرے رب:
میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا
حالانکہ کسی بشر نے مجھے نہیں
چھوُا۔ فرمایا اللہ کا کام ایسا
ہی ہوتا ہے وہ جو چاہتا ہے
پیدا کرتا ہے اور جب وہ کسی
بات کا فیصلہ کرلیتا ہے تو
اس کے متعلق صرف یہ کہتا
ہے کہ تو وجود میں آجا تو وہ
وجود میں آجاتی ہے۔"

جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا عیسےٰ اسلامی عقیدہ کی رو سے مسیح بھی تھا؟ تو عبدالحمید صاحب نے کہا عیسےٰ علیہ السلام ساری دنیا کے لئے مسیح نہیں تھے وہ صرف بنی اسرائیل کی طرف مسیح بنا کر بھیجے گئے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ ان عقائد کی بناء پر ان کی جماعت کا نہ صرف عیسائیوں بلکہ دوسرے مسلمانوں کی اکثریت سے بھی اختلاف ہے۔

اس اسلامی جماعت (جماعتِ احمدیہ) کے بانی مرزا غلام احمد (علیہ السلام) تھے۔ آپ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے تھے جماعتِ احمدیہ کے عقیدہ کی رو سے مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ آپ کے وجود میں پورا ہوًا لہذا آپ مسیح موعود تھے۔

امام صاحب کے بیان کے موجب بانیٔ سلسلہ کی عمر جب چالیس سال ہوئی تو آپ پر خدا کی وحی اور الہامات کا نزول شروع ہؤا۔ اسی عمر میں محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی تھی۔ آپ پر تیس سال تک الہامات نازل ہوتے رہے۔ عبدالحمید صاحب نے اس بات کا اثبات میں جواب دیا کہ بہت سے مسلمان آپ کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتے۔

عبدالحمید صاحب کے نظریہ کے بموجب اللہ تعالےٰ نے مسیح کو صلیب پر سے زندہ بچا لیا تھا۔ صرف بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ وفات پاگئے ہیں۔ بعد میں ان کے زخم مندمل ہوگئے۔ صحت یاب ہونے کے بعد ایک طویل سفر اختیار کرکے وہ کشمیر آئے جہاں انہوں نے ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔

جماعتِ احمدیہ کا مرکز پاکستان کا ربوہ نامی ایک شہر ہے جہاں عبدالحمید صاحب ایک یا دو سال بعد واپس جانے کی توقع رکھتے ہیں۔ ڈیٹن آنے سے پہلے انہیں لندن کی ایک مسجد میں متعین کیا گیا تھا جہاں وہ ایک سال سے زیادہ عرصہ تک رہے۔

عبدالحمید صاحب نے بتایا کہ اوہایو میں ڈیٹن کے علاوہ صرف ایک مقام اور ہے جہاں مسلمان موجود ہیں۔ اور وہ ہے "ایتھنز" وہاں ایک تحقیقی ادارہ بھی ہے لیکن کوئی مسجد نہیں ہے۔"

(دکینتھو کا ٹیلی گراف۔ ڈیٹن، امریکہ بابت ۱۲؍ جنوری ۱۹۶۶ء)

اخبار مذکور میں شائع ہونے والی اس خبر سے صاف عیاں ہے کہ ڈیٹن میں پہلی مسجد تعمیر ہونے سے ریاست اوہایو میں خدا کے فضل سے اسلام کا بہت چرچا ہؤا ہے۔ لوگوں میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا رُجحان پیدا ہؤا ہے اور یہ امر اسلام میں انکی دلچسپی کو بڑھانے کا موجب بنا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں برکت ڈالے تا یہ امریکہ میں پیاسی روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانے اور ان کی تشنگی کو بجھانے کا موجب بنے۔ اللہ تعالےٰ ڈیٹن کی مقامی جماعت کے مخلص اور ایثار پیشہ احباب اور امریکہ کی دیگر احمدیہ جماعتوں اور ان کے مخلص و مخیّر افراد کو جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اپنے خاص الخاص فضلوں سے نوازے اور ان کے جذبۂ خدمتِ اسلام کو فزوں سے فزوں تر کرکے انہیں بے حساب اجر و ثواب سے مالا مال فرمائے اور علی الخصوص محترم ولی کریم صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند کرکے ان کو اپنا خاص مقامِ قرب عطا فرمائے نیز ہمیں امریکہ میں ایسی سینکڑوں مساجد تعمیر کرنے کی توفیق بخشے تا اسلام کے جلد از جلد امریکہ میں غالب آنے سے وہاں بھی خدا کی بادشاہت اسی طرح قائم ہو جیسا کہ وہ آسمان پر قائم ہے۔ آمین۔

(ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ)

شیطاں ہے ایک عرصہ سے دنیا پہ حکمراں
اُٹھو اور اُٹھ کے خاک میں اس کو نہاں کرو
دکھلاؤ پھر صحابہؓ سا جوش و خروش تم
دُنیا پہ اپنی قوتِ بازو عیاں کرو
پھر آزماؤ اپنے ارادوں کی پختگی
پھر تم دلوں کی طاقتوں کا امتحاں کرو
دِل پھر مخالفانِ محمدؐ کے توڑ دو
پھر دشمنانِ دین کو تم بے زباں کرو

(کلامِ محمودؔ)

جامعہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان یادگار

مکرم نصراللہ خان صاحب ناصر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب جماعت کے چوٹی کے عالم دین حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ وفات پا گئے تو حضور علیہ السلام بہت فکرمند ہوئے اور آپ کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ آئندہ جماعت میں دین کی خدمت کرنے والے علماء پیدا کرنے کے لئے کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے ۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو فرمایا کہ "ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا" چنانچہ احباب جماعت سے مشورہ لیا گیا۔ بعض احباب نے رائے دی کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو توڑ کر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے۔ مگر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت اقدسؑ کے منشاء کے مطابق مشورہ دیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ حقیقی مقصد کی تکمیل ہو سکے بالآخر حضرت اقدسؑ نے اس خیال کو پسند فرماتے ہوئے مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہی دینیات کی ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ فرمایا

مدرسہ احمدیہ کا آغاز

حضورؑ کے ارشاد کے مطابق مدرسہ احمدیہ "شاخ دینیات" کی شکل میں جنوری ۱۹۰۶ء کے آخر میں کھل گیا۔ اس کا آغاز نہایت مختصر رنگ میں ہوا۔ ابتداء میں حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ اوّل مدرس اور حضرت مولوی فضل الدین صاحبؓ دوسرے استاد مقرر ہوئے۔ پھر آپ کے زمانہ میں ہی حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ بھی اس میں مدرس مقرر ہوئے "شاخ دینیات" میں پرائمری پاس طلباء داخل کئے جاتے تھے اس کی پہلی جماعت میں ۱۰ طلباء داخل ہوئے ان کا اس سال امتحان ہوا۔ نیا سال شروع ہونے پر پانچ طلباء اور داخل ہوئے۔ اس طرح ۱۹۰۶ء میں پہلی اور دوسری جماعت کھل گئی۔

سب سے پہلی کلاس کے بعض طلباء یہ تھے۔ حضرت مولوی غلام نبی صاحبؓ۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ۔ حضرت

(۱۱) غلام محمد صاحب کشمیری۔ حضرت مولوی محمد جی صاحب ہزاروی۔

جامعہ احمدیہ کی مختصر تاریخ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ ایک "شاخ دینیات" تو قائم کر دی گئی تھی مگر اس کی طرف پوری پوری توجہ نہ ہونے کی وجہ سے اور غالباً اخراجات کی کمی کے باعث بھی اس کی حالت بہتر نہ ہو سکی بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ تحریک اٹھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار کے طور پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تمام تر ذمہ داریوں اور ضرورتوں کو پورا کرے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اولؓ کے ایماء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ اور مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے یہ تحریک جماعت احمدیہ کے سامنے رکھی۔ اس تحریک میں بتایا گیا کہ یہ مدرسہ دنیا میں اشاعت اسلام کا ایک بھاری ذریعہ ہو گا اور یہ ادارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان یادگار بھی ہو گا۔ چونکہ اس مدرسہ کے چلانے کے لئے ایک عمدہ مکان اور لائبریری کی ضرورت ہے۔ اس لئے دوستوں کو پوری طرح مالی قربانی کرنی چاہیئے۔ اس کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے مبارک ہاتھوں سے یکم مارچ ۱۹۰۹ء کو ایک مستقل درسگاہ کی حیثیت سے رکھا گیا۔ اس درسگاہ کا نام حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی تجویز کے مطابق مدرسہ احمدیہ رکھا گیا۔

مدرسہ احمدیہ کے اولین اساتذہ کرام

جب مدرسہ احمدیہ کا اجراء ہوا تو حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کو مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا اور مولوی صدرالدین صاحب کا تقرر بطور سپرنٹنڈنٹ ہوا علاوہ ان کے مندرجہ ذیل اصحاب بھی اساتذہ میں شامل تھے۔ (۱) حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ (۲) حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ ہلالپوری (۳) حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی (۴) حضرت مولوی محمد جی صاحب (۵) حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری (۶) حضرت پیر منظور محمد صاحب (۷) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ (۹) حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ (۱۰) حضرت مرزا برکت علی صاحب۔

مدرسہ کے اولین طلبہ

مدرسہ کے جاری ہونے پر "شاخ دینیات" کے طلباء اور بعض دوسرے طلباء بھی داخل ہوئے ان کی مجموعی تعداد ۷۰ تھی محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب (حال امیر جماعت احمدیہ قادیان) ان طلباء میں سے تھے جو ۱۹۰۸ء میں داخل ہوئے ابتداء میں چار جماعتیں کھولی گئیں ۱۹۱۰ء تک طلباء کی تعداد ۷۹ تک پہنچ گئی اور ۱۹۱۱ء میں تعداد ۹۰ ہو گئی اور پانچویں جماعت بھی کھل گئی۔ اسی سال ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ایک سپیشل کلاس کھولی گئی جس میں ایک سال تک تعلیم دیکر طلباء کو مناسب کلاس میں شامل کر دیا جاتا ۱۹۱۲ء میں چھٹی اور ۱۹۱۳ء میں ساتویں جماعت کا اجراء ہو گیا۔ اس طرح مدرسہ احمدیہ کی کلاسیں مکمل ہو گئیں اور وہ مقصد پورا ہونے لگا جس کی خاطر یہ مدرسہ قائم کیا گیا تھا طلباء کو عام دینی مطالعہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی لائبریری یا حضرت خلیفہ اولؓ کی لائبریری سے استفادہ کرنا پڑتا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ مدرسہ احمدیہ کی لائبریری کا بھی قیام ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء تک لائبریری میں کتب کی تعداد صرف ۶۲ تھی۔

ابتداء میں مدرسہ کی اپنی کوئی عمارت نہ تھی بلکہ تعلیم الاسلام سکول کی عمارت میں ہی یہ مدرسہ بھی چلتا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی گرانقدر عطیہ سے مدرسہ کا الگ بورڈنگ ہاؤس تعمیر ہو گیا۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی وقف شدہ زمین سے ۵۶۹۰-۳ روپے کی رقم مدرسہ کے بورڈنگ ہاؤس میں خرچ کرنے کا فیصلہ ہوا۔

مدرسہ احمدیہ کا انتظام

شروع میں مدرسہ کا انتظام مولوی صدرالدین صاحب کے سپرد کیا گیا تھا۔ جو مدرسہ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے گئے تھے مگر وہ سکول میں ہیڈ ماسٹر بھی تھے اور ان کی تمام تر توجہ سکول کی طرف تھی۔ اسلئے مدرسہ احمدیہ عدم توجہی کا شکار تھا ۱۹۱۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مدرسہ کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا۔ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس اہم دینی کام کو بھی سنبھال لیا۔ آپ مدرسہ کی ہر ممکن ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ آپ نے طلباء کے اندر عزت نفس اور علو ہمتی پیدا کی۔ طالب علموں کو حکماً زمین پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ طلباء کو فن خطابت سکھانے کے لئے لیکچروں کا انتظام فرمایا۔ بورڈنگ ہاؤس میں صفائی کا خاص طور پر خیال رکھتے۔ مدرسہ احمدیہ کی چوتھی کلاس کو اپنے لئے مخصوص کیا اور روزانہ تین چار گھنٹے اس کلاس کو دیتے۔

مدرسہ احمدیہ کے نظام تعلیم کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے آپ نے ۱۹۱۲ء میں اپنے خرچ پر دیوبند سہارنپور وغیرہ اسلامی مدارس کی تعلیم اور ان کے انتظام کا مطالعہ کیا۔ اسی طرح سفر حج کے دوران آپ نے بلاد عربیہ کے مدارس کا بھی سفر اختیار کیا اور مدرسہ احمدیہ میں معیار تعلیم کو بلند سے بلند تر کر دیا۔

مدرسہ احمدیہ خلافت ثانیہ کے عہد باسعادت میں

خلافت ثانیہ کے قیام کے ساتھ ہی مدرسہ احمدیہ ایک سنہری دور میں داخل ہوتا ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو مدرسہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے سپرد ہوا۔ اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے ۱۹۱۹ء میں مدرسہ احمدیہ کی پہلی جاری شدہ سکیم پر نظر ثانی کے لئے ایک کمیٹی نامزد کی۔

اس کمیٹی کی نئی سکیم کے نفاذ سے مدرسہ احمدیہ ترقی کرتے کرتے ۲۰ مئی ۱۹۲۸ء کو عربی کالج کی شکل اختیار کر گیا۔ جس نے اکناف عالم میں اعلائے کلمۃ اللہ، جہد و جہد میں شاندار حصہ لیا۔

مدرسہ احمدیہ جدید دور میں

۱۹۳۷ء میں مدرسہ احمدیہ ایک جدید دور میں داخل ہوا حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کو مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا۔ آپ کے عہد میں مدرسہ میں مزید اصلاحات ہوئیں۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ کی عمارت کو پختہ کرایا۔ یتیم بچوں کی تعلیم کے لئے انتظام کیا۔ طلباء کی علمی مجالس قائم کیں۔ طلباء کی تبلیغی اور تربیتی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لئے انہیں قادیان سے باہر جلسوں پر بھیجا جاتا۔ جہاں طلباء سے تقریریں کروائی جاتیں آپ کی علمی اور انتظامی قابلیتوں سے مدرسہ احمدیہ ترقیات کی راہ پر گامزن ہوا لیکن افسوس کہ آپ ۱۹ مارچ ۱۹۴۴ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کے مبارک دور میں مدرسہ احمدیہ روزافزوں ترقی کرتا چلا گیا اور آپ کی خاص توجہ سے مدرسہ احمدیہ نے جلیل القدر اور متبحر علماء پیدا کئے۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی وفات کے بعد محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات اور تقسیم ملک کے وقت جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو جامعہ احمدیہ پاکستان میں منتقل کیا گیا۔ مگر چار اساتذہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی، مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویشوں میں شامل ہونے کی وجہ سے قادیان رہ گئے۔ جامعہ احمدیہ کا باقی سٹاف ۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان سے لاہور منتقل ہوا (باقی)

ہفتہ تحریک وصیّت

۱۵ر لغایت ۲۲ر اپریل ۱۹۶۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت ۱۹۵۵ء کے مشورہ اور سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کے مطابق اس سال "ہفتہ تحریک وصیت" ۱۵ر لغایت ۲۲ر اپریل ۱۹۶۶ء کے ایام میں منایا جائے گا۔ امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان وصایا جماعتہائے احمدیہ مطلع رہیں اور کوشش فرمائیں کہ ہر صاحب جائیداد اور کمانے والا غیر موصی احمدی نظام وصیت میں شامل ہو جائے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

"اس وقت میرے نزدیک یہ تحریک ہونی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد وصیت کرے" اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ رہے۔ جس نے وصیت نہ کی ہو"

(الفضل ۵ر جون ۱۹۴۸ء)

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ۔ ربوہ)

عطیہ جات برائے تعمیر ہال ادر خدام

جیسا کہ خدام بھائیوں کو علم ہے۔ خدام الاحمدیہ کے ہال کی تعمیر کا کام گذشتہ سال شروع کیا گیا تھا اور یہ کام ابھی جاری ہے۔ تعمیر کی کچھ منازل طے ہو چکی ہیں۔ اور بعض باقی ہیں۔ مجلس مرکزیہ کی کوشش ہے کہ یہ کام جلد از جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے مرکز کی یہ کوشش خدام بھائیوں کے تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مالی امداد کا کام بہر حال مجالس نے ہی کرنا ہے اور مجالس کو چاہیئے کہ اس کی طرف اس رنگ میں توجہ دیں کہ ہر خادم اپنے ہال کی تعمیر کے لئے عطیہ دے اور ہر خادم سے ہر ماہ اس غرض کے لئے عطیہ وصول کیا جائے۔ اس رنگ میں عطیہ تعمیر ہال وصول کرنے کی طرف مجالس کو توجہ نہیں رہی۔ اس لئے مجالس کی خدمت میں التماس ہے کہ ۱۰۰ روپے یا سو روپے کے عطایا کے حصول کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ ہر خادم سے تعمیر ہال کے لئے عطیہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے خدام اپنے ہال کی تعمیر کے بارے میں خاص اور گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور انشاء اللہ قائدین مجالس اور ناظمین مال کی تحریک پر ان کی توقع سے بڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیں گے۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب ولد چوہدری اعظم علی صاحب آف ۱۱-۱۰ بھینی جوانی کی عمر میں یکم اپریل کو وفات پا گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ یتیم بچوں اور بیوہ کا خود محافظ ہو۔

(لطیف احمد شاہد مربی منٹگمری)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ــ اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

خدام الاحمدیہ کے مرکزی امتحانات

(۱) نصاب برائے "مبتدی"

۱۔ قرآن کریم۔ پہلا پارہ ۲۔ حدیث شریف منبر امیر المومنین

۳۔ کتب سلسلہ ۱۔ کشتی نوح ۲۔ احمدیت کا پیغام

۴۔ کتابچہ عام دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(۲) نصاب برائے "مقتصد"

۱۔ قرآن کریم از سورہ فاتحہ تا آخر سورۃ آل عمران

۲۔ حدیث شریف۔ احادیث الاخلاق از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف

۳۔ کتب سلسلہ ۱۔ فتح اسلام ۲۔ سبز اشتہار ۳۔ ایک غلطی کا ازالہ

۴۔ الوصیت ۵۔ دعوۃ الامیر ۶۔ کتابچہ عام دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ

ہر خادم کے لئے ضروری ہوگا۔ وہ ان امتحانات میں باری باری شریک ہو۔ یہ دونوں امتحان ستمبر ۱۹۶۶ء کے آخری عشرہ میں ہوں گے۔ معین تاریخ کا بعد میں اعلان کر دیا جائے گا۔ قائدین کرام کو چاہیئے کہ وہ خود بھی ان امتحانات میں شریک ہوں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو بھی ان میں شامل فرمائیں۔

جن خدام نے گذشتہ سال "مبتدی" کا امتحان دیا تھا۔ ان کے نتائج عنقریب ان کی مجالس کو بھجوا دئے جائیں گے۔ اور اسناد سالانہ اجتماع کے موقعہ پر دی جائیں گی۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال علمی و تحقیقی مضامین لکھنے کا مقابلہ کروایا جاتا ہے۔ امسال اس انعامی مقابلہ کے لئے ذیل کے دو عنوان مقرر کئے گئے ہیں

۱۔ اسلامی جہاد ۲۔ اسلام کا سیاسی نظام

ان دونوں میں سے کسی ایک پر مقالہ لکھنے کی اجازت ہوگی۔ یہ مقالہ دس سے پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ اوّل دوم اور سوم آنے والے خدام کو بالترتیب چالیس پندرہ اور دس روپے کے نقد انعامات سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۶۶ء کے موقع پر دئے جائیں گے۔ خدام کو اس علمی انعامی مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔ نیز مجالس کوشش کریں کہ ان کی مجالس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ اس مقابلہ میں ضرور حصہ لے۔

مقالہ جات ۳۰ر ستمبر ۱۹۶۶ء تک مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نام بھجوا دینے چاہئیں اس تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جا سکیں گے۔

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ میں داخلہ

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کے سالانہ نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ نرسری اور دیگر کلاسز میں داخلہ ۱۶ر اپریل ۱۹۶۶ء سے ۳۰ر اپریل ۱۹۶۶ء تک جاری رہے گا۔ سکول ہذا میں لڑکوں کے لئے پانچویں تک اور لڑکیوں کے لئے آٹھویں کلاس تک انتظام ہے بہترین تعلیمی اور صحتمندانہ ماحول کے علاوہ ادارہ کو حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی راہنمائی کا فخر حاصل ہے۔ احباب کرام اپنے بچوں اور بچیوں کو داخل کروا کے ادارہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ ضروری کوائف دفتر سکول ہذا سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

(ہیڈ مسٹرس)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری والدہ صاحبہ اکثر بیمار رہتی ہیں۔ احباب جماعت صحت کے لئے دعا فرمائیں

امۃ الحفیظ بنت چوہدری مقصود احمد صاحب نمبردار قیام پور دوکان۔

۲۔ میرے نانا جان حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب فریضہ حج ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ ان کی بخیر و عافیت واپسی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

(امۃ الکریم مکان نمبر ۲۲/۱۱ بارچی سٹریٹ کوئٹہ)

شہری آبادیوں کا فروغ!

(خبرنامہ اقوام متحدہ یکم اپریل ۱۹۶۶ء)

شہری آبادیوں کا فروغ بڑا ہی دلفریب ہے اس حد تک کہ اسے خطرناک حد تک ہوشربا کہا جاسکتا ہے۔ عہد عتیق کے شہروں کو عروج و زوال کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ قدیم قیصریہ بغداد اور روم الکبریٰ، میں سے ہر ایک کی آبادی اس کے دور شباب میں دس لاکھ باشندوں سے زیادہ تھی۔ روم کی آبادی گھٹتے گھٹتے پانچویں صدی عیسوی میں محض ایک ہزار رہ گئی اور دوبارہ ۱۹۳۱ء تک دس لاکھ کی منزل تک پہنچ سکی۔ لیکن عہد قدیم کے تمام بڑے شہروں پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ گال قوم کے عہد حکومت میں روم کے بعض بڑے شہروں کی اوسط آبادی تقریباً پندرہ ہزار تھی۔ یونان کے مفکر اعظم افلاطون کا کہنا تھا۔ کہ کسی اعلیٰ شہری بستی میں باشندوں کی تعداد پانچ ہزار سے بڑھنی نہیں چاہیئے۔ اس وقت دنیا کی مجموعی آبادی تین ارب کے قریب ہے۔ اس میں سے ایک ارب کے انسان شہروں میں رہتے ہیں۔ جنہیں بہت سے دشوار مسائل کا سامنا ہے ان کے مسائل کا عملی حل نکالنا لازمی ہے۔

گھروندوں والے قصبات

۱۸۰۰ء کے لگ بھگ دنیا میں پچاس سے زیادہ ایسے شہر نہیں تھے جن کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور یہ صورت دنیا کی کل آبادی کے محض دو فیصد کے برابر تھی۔ آج ہمارے جدید ترین شہروں کے کناروں پر گھروندوں والے ایسے قصبات ملیں گے۔ جن کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور یہ ساری دنیا کے بارہ فیصد کے برابر ہے۔ گویا دنیا کی شہری آبادی کا ایک تہائی حصہ ان قصبات میں رہتا ہے۔

شہروں کی طرف تیزی سے مراجعت حال کی پیداوار ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ موجودہ صدی کے آخر تک ساری دنیا کی آبادی چھ ارب تک پہنچ جائے گی۔ اور اس میں سے ساٹھ فیصد انسان شہروں میں آباد ہوں گے

شہریت پسندی اور صنعتی ترقی میں چولی دامن کا ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ، جو اس منزل سے گزرنے والا پہلا براعظم ہے ساری دنیا میں سب سے زیادہ شہریت پسند ہوگیا ہے۔ اس ناقابل یقین فروغ کا ایک بڑا سبب بلاشبہ یہ ہے کہ ساری دنیا کی آبادی بے تحاشہ بڑھ رہی ہے

زمانۂ قبل تاریخ میں اگر مردم شماری ہوتی تو ضرور اس حقیقت کا انکشاف ہوتا کہ کل آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔ شاید انسان اس کرہ ارض پر آج سے چھ لاکھ سال پہلے وجود میں آیا تھا۔ لیکن ابتدائی پانچ لاکھ نوے ہزار سال میں غالباً تمام انسانوں کی تعداد کسی وقت بھی ایک کروڑ افراد سے بڑھنے نہیں پائی۔ حتیٰ کہ ۱۸۰۰ء سے قبل آبادی کا اضافہ ذرا بھی قابل ذکر نہیں تھا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ بتدریج اضافے ہوتے رہے اور کبھی کبھی وباؤں کے پھیلنے، لڑائیوں کے چھڑ جانے اور قدرتی آفات کے نازل ہونے سے ان میں کمی بھی ہوتی رہی۔

شہروں کی آبادی میں وسعت کے ساتھ ساتھ گندے علاقوں اور گھروندے والے قصبوں کو فروغ نصیب ہو رہا ہے جو شہری مرکزوں کے لئے عالمگیر ناسور بنے ہوئے ہیں۔ بعض صورتوں میں ان کی آبادی پچاس فیصد تک ہے۔ اقوام متحدہ کے جمع کردہ تخمینہ جات کے مطابق ترقی یافتہ ملکوں میں رہائشی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے تین کروڑ مسکن تعمیر کرنے ہوں گے جب کہ کچھ نہیں تو پندرہ کروڑ کے قریب انسانوں کو ترقی پذیر دنیا میں فوراً نئے سرے سے بسانے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ لاطینی امریکہ کے گھروندوں والے قصبات میں جو "کالمپا" اور "فادیلا" کہلاتے ہیں باشندوں کی تعداد کئی کئی لاکھ تک پہنچ گئی ہے

حقیقت یہ ہے کہ اس علاقے میں مضافاتی آبادیوں کا اضافہ حیرت انگیز ہے، مثال کے طور پر یہ اعداد و شمار ملاحظہ ہوں ۱۹۴۰ء سے ۱۹۶۰ء تک کی مدت میں برازیل کے صدر مقام ساؤ پاؤلو کی آبادی تین گنی، چلی کے شہر سانتیاگو کی تقریباً دوگنی، پیرو کے شہر لیما کی تین گنی سے بھی زیادہ اور میکسیکو شہر کی تقریباً تین گنی ہوگئی۔ ایشیا میں بمبئی کی آبادی پچھلے بیس سال میں تین گنی۔ اور نئی دہلی کی دوگنی ہوگئی۔ پیکنگ اور کراچی کی آبادیوں میں بھی حیرت انگیز اضافے ہوئے ہیں۔

۱۹۷۵ء میں ختم ہونے والے ۲۵ سال کے دوران میں صرف بھارت میں ایک ایک لاکھ سے زیادہ باشندوں والے شہر کی فاضل آبادی کو عمدہ طریقے سے بسانے کے لئے کم سے کم ۲۲ ارب ڈالر درکار ہوں گے۔ یعنی ان قرضوں سے چار گنی رقم چاہیئے ہوگی۔ جو عالمی بنک نے اپنے قیام کے بعد سے سولہ سال کی مدت میں مجموعی طور پر اپنے ممبر ملکوں کو دیئے ہیں۔ حمل و نقل کے نظم و نسق پر متعلقہ ترقیاتی کاموں پر بھی کم سے کم اتنی ہی رقم صرف ہوگی۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں منصوبہ بندی کی قومی انجمن نے حساب لگایا ہے کہ اگلے پانچ سال کے دوران میں سستے مکانات تعمیر کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ ریلوں اور سڑکوں کے ذریعے سفر کرنے کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قومی آمدنی کے دس فیصد کے برابر رقم درکار ہوگی۔

شہریت پسندی کی حدیں:-

ایک طرف صنعتی کارخانے دیہات میں رہنے والوں کو صنعتی علاقوں میں آنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور دوسری طرف زراعتی کاموں میں کلوں کا استعمال کھیتوں میں کام کرنے والے ان لوگوں کی تعداد کم کر رہا ہے جو فی ایکڑ ضروری ہوتے تھے۔ لہٰذا دیہی علاقوں سے منتقلی کے رجحانات آنے والے زمانے میں بڑھتے رہیں گے کیونکہ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس صدی کے آخر تک دیہات میں کل آبادی کے آٹھ تا بارہ فیصد افراد کی موجودگی اجتماعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ۲۰۰۰ء تک کرہ ارض پر رہنے والے تین ارب فاضل انسانوں میں سے بیشتر افراد شہروں میں سکونت پذیر ہوں گے۔

تاہم ایک حقیقت قابل غور ہے بلجیم، فرانس۔ برطانیہ عظمیٰ اور جرمنی جیسے ملکوں میں جہاں صنعتی فروغ کو شروع ہوئے ایک صدی سے زیادہ مدت گزر چکی ہے شہریت پسندی کی رفتار ۱۹۳۰ء کے بعد سے سست پڑنے لگی ہے۔ مثال کے طور پر برطانیہ میں یہ صورت حالات شاید اپنی انتہا کو پہنچنے والی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اگر ۱۹۰۰ء کے بعد انگلستان اور ویلز کی کل اور شہری آبادی میں علی الترتیب ایک اور دو فیصد کا معدل اضافہ ہوتا رہتا تو ۱۹۲۵ء تک سارا علاقہ شہری آبادیوں میں بدل جاتا

اب برطانیہ میں قصبات و دیہات کے درمیان ایک خاص قسم کی استواری پیدا ہو چکی ہے اسی رپورٹ کے مطابق نسبتہً دوری کے اس رجحان کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے جب ایک بار کل آبادی کا ۸۰ فیصد حصہ ان قصبات میں سکونت پذیر ہو جائے جن میں پانچ پانچ ہزار سے زیادہ باشندے رہتے ہوں تو اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ شہریت پسندی کے دائرے میں پوری طرح داخل ہو گیا ہے (دنیا)

ہر قسم کا اسلامی لٹریچر

اپنے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ

سے

حاصل کریں

(مینیجنگ ڈائریکٹر)

اپنے دوستوں کو ماہنامہ انصار اللہ کے خریدار بنائیے۔ سالانہ چندہ صرف چھ روپے (ناظم عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

نیکی اور تقویٰ کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ اور اس کی وضاحت

ظاہری افعال کا نام نیکی نہیں بلکہ نیکی نام ہے اس کیفیت کا جو دل کے اندر پیدا ہوتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی آیت لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ..... الخ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور تقویٰ کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ حقیقی نیکی کس چیز کا نام ہے۔ اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں نیکی اور تقویٰ کے متعلق بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے اور مختلف جماعتوں اور مختلف قوموں اور مختلف زمانہ کے لوگوں کے نزدیک نیکی کی تعریف مختلف رہی ہے غرباء نیکی کی کچھ اور تعریف کرتے ہیں اور امراء کچھ اور کرتے ہیں۔ پھر ممالک کے لحاظ سے بھی نیکی کی تعریف میں اختلاف پایا جاتا ہے ہندوستان میں حاجی بڑے نیک سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک شخص خواہ صوم و صلوٰۃ اور دوسرے احکام شرعی کا کتنا ہی پابند کیوں نہ ہو لوگ اس کے مقابلہ میں حاجی کو ترجیح دیں گے خواہ اس نے سفر حج میں اپنے اوقات فضول اور لغو طور پر ہی ضائع کئے ہوں اور حج کرنے کے بعد بھی اپنے اندر کوئی تغیر پیدا نہ کیا ہو اور صوم و صلوٰۃ کا بھی چنداں پابند نہ ہو۔ . . . ہمارے ملک میں حاجیوں کو بڑا نیک سمجھا جاتا ہے لیکن عرب میں جاؤ تو وہ لوگ حج کو نیکی قرار نہیں دیں گے بلکہ ان میں سخاوت کو سمجھا جائے گا۔ وہ لوگ اگر کسی کی نیکی کی تعریف کریں گے تو کہیں گے کہ فلاں شخص بڑا نیک ہے کیونکہ بڑا سخی ہے۔ اسی طرح اگر یورپ میں اسلام پھیلے تو وہاں روزے کو بڑی نیکی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ کثرت سے کھانے پینے والے ہیں پس جب ان کو کھانے پینے سے رکنا پڑے گا تو وہ حج اور زکوٰۃ اور نماز وغیرہ احکام شرعیہ کی بجا آوری کو اعلیٰ نیکی قرار دینے کی بجائے صرف روزہ رکھنے کو سب سے بڑی نیکی قرار دیں گے۔ پھر ہمارے ملک میں یہ بھی بڑی نیکی خیال کی جاتی ہے کہ کوئی شخص نماز کا پابند ہو۔ ایسے شخص کے متعلق بھی لوگ کہتے ہیں کہ بڑا نیک ہے کیونکہ نماز کا پابند ہے لیکن صحابہؓ کے نزدیک کسی شخص کی نیکی کا معیار محض پابندی نماز نہیں تھا کیونکہ وہ لوگ نیکی کے اس اعلیٰ مقام پر کھڑے تھے جہاں صرف پابندی نماز کو بڑی نیکی قرار دینا ایسی ہی بات تھی جیسے کہا جائے فلاں شخص بڑا بہادر ہے کیونکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوگیا ہے یا فلاں شخص بڑا تیز نظر ہے کیونکہ اس کی ماں جو اس کے پاس بیٹھی تھی اسے اس نے پہچان لیا ہے یا فلاں شخص کا معدہ بڑا ہی مضبوط ہے کیونکہ اس نے ایک چپاتی ہضم کر لیا ہے۔ پس جیسا کہ بہادری تیز نظری اور مضبوطی معدہ کے یہ معیار نہایت مضحکہ خیز ہیں اسی طرح صحابہؓ کے نزدیک کسی شخص کی نیکی کا معیار محض پابندی نماز مضحکہ خیز تھا کیونکہ وہ لوگ دین کے لئے بڑی بڑی قربانیاں اور سخت آزمائشوں کو نیکی سمجھتے تھے اور جس شخص میں یہ باتیں زیادہ پاتے تھے اسکو نیک سمجھتے تھے۔

غرض نیکی کی تعریف ہر زمانہ ہر ملک اور ہر قوم میں جدا جدا اور مختلف رہی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرق اور مغرب کی طرف منہ پھیرنا کوئی نیکی نہیں۔ اگر کوئی شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اور اس کی نماز میں وہ اخلاص نہیں جو حقیقی نماز میں ہوتا ہے تو اسے قبلہ کی طرف منہ کرنے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ نیکی منہ کے کسی طرف پھیر لینے کا نام نہیں بلکہ نیکی نام ہے اس کیفیت کا جو دل کے اندر پیدا ہوتی ہے اور ظاہری حرکات اس کیفیت کا ایک نشان ہی ہیں۔ اگر ان ظاہری حرکات میں وہ چیز نہیں جس کا دل سے تعلق ہے تو یہ ظاہری حرکات کچھ چیز نہیں۔ محض قبلہ کی طرف رخ کرنا یا نماز پڑھنا یا روزہ رکھنا یا حج کرنا یہ تمام باتیں دلی کیفیت نہ ہونے کے باعث ہیچ ہو جاتی ہیں کیونکہ یہ وہ ہتھیار ہیں جو بغیر اس قلبی کیفیت کے کند اور ناکارہ ہوتے ہیں اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک شخص کے پاس تلوار تو ہو مگر کند ہو یا ہتھیار تو ہوں مگر زنگ خوردہ ہوں۔ پس جس طرح ہتھیاروں کی قیمت ان کی تیزی اور صفائی سے وابستہ ہے اسی طرح اعمال کی قدر و قیمت خدا تعالیٰ کی نظر میں اسی وقت ہوتی ہے جب کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود ہو۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۵۰ تا صفحہ ۳۵۲)

درخواستِ دعا

مکرم چوہدری محمد احمد خان صاحب پریذیڈنٹ حلقہ مسلم ٹاؤن لاہور ایک مخلص کارکن ہیں ان کی بائیں ٹانگ میں شدید درد شروع ہو گیا ہے بزرگان سلسلہ چوہدری صاحب موصوف کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں (مختار احمد ہاشمی ربوہ)

تقریب شادی

مورخہ ۹ اپریل بروز ہفتہ بعد نماز عصر محترم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے کے فرزند مکرم شیخ ناصر احمد صاحب خالد بی اے کی شادی کی تقریب عمل میں آئی جس میں دیگر متعدد بزرگان سلسلہ و احباب کے علاوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔

ساڑھے پانچ بجے شام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد کے مکان واقع محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ میں تشریف لا کر اجتماعی دعا فرمائی جس کے بعد بارات روانہ ہوئی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں بارات محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کے مکان واقع محلہ دار الصدر غربی ربوہ پہنچی

یہاں پر تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ جو کہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے فرمائی۔ اس کے بعد مکرم نعیم الرحمٰن صاحب درد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعائیہ نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا فرمائی۔

اگلے روز مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد کے مکان پر دعوت ولیمہ کا وسیع پیمانے پر انتظام ہوا جس میں دیگر احباب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب خالد کا نکاح مورخہ ۲۲ اکتوبر ۶۵ء کو محترمہ نعیمہ بیگم صاحبہ سے بعوض اڑھائی ہزار روپیہ مہر قرار پایا تھا۔ شیخ ناصر احمد صاحب خالد حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں اور محترمہ نعیمہ صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت چوہدری محمد الدین صاحب آف گھٹیالیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مخیر اصحاب غریب طلباء کی امداد کر کے ثواب کمائیں

ان دنوں بچوں کے سالانہ امتحانات کے نتائج نکل رہے ہیں اور جماعت کے غریب طلباء کو نئی کتب کی خرید اور سکولوں و کالجوں کی جماعتوں میں داخلہ وغیرہ کے لئے امداد کی ضرورت ہوتی ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زندگی میں روزنامہ الفضل کے ذریعہ غریب طلباء کی امداد کے لئے مخیر احباب سے اپیل فرمایا کرتے تھے ان کے تتبع میں خاکسار بھی جماعت کے مخلص، دردمند اور ذی ثروت احباب کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ اس موقع پر غریب طلباء کی امداد کر کے ثواب کمائیں۔ اور اس نیک کام میں حصہ لے کر جماعت کے غریب طبقہ کے بچوں کی تعلیمی ترقی میں ہاتھ بٹا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی گزشتہ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جماعت کے ہونہار بچے جو بوجہ غربت تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے تھے، وہ سلسلہ کی بروقت امداد کے ذریعہ تعلیم کر کے اپنے خاندان اور جماعت کے لئے نہایت مفید اور کار آمد وجود بن گئے۔

نظارت خدمت درویشاں عموماً ایسے بچوں کی امداد کیا کرتی ہے جو ہونہار ہوں اور افسر درسگاہ کی رپورٹ ان کی اخلاقی حالت کے بارہ میں تسلی بخش ہو۔ ایسے مخلص اصحاب جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کشائش رزق سے سرفراز کر رکھا ہو وہ اس کار خیر میں حصہ لے کر ایک جماعتی اہم خدمت سرانجام دے کر رضائے الٰہی حاصل فرمائیں۔

(ناظر خدمت درویشاں ربوہ)